عدالتی دعوے اور حلف

(علامہ صدر شہید)

دعوی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد

اگر کسی نے زمین یا مکان یا غیر منقولہ جائیداد کا دعوی کیا ہو تو قاضی اس سے یہ کہے: جس چیز کا تم دعوی کرتے ہو اس کا نام لو' اس کا حدود اربعہ اور موقع محل بیان کرو اور جس شہر میں یہ واقع ہے اس کا اظہار کرو' جیسا کہ اس کی تفصیل ہم ساتویں باب میں بیان کر چکے ہیں۔

جب مدعی یہ سب امور بیان کر دے اور ضروری معلومات حاصل ہو جائیں تو قاضی مدعا علیہ سے یوں حلف لے: "اللہ کی قسم یہ زمین یا مکان جس کا مدعی نے حدود اربعہ بیان کئے ہیں' میرے قبضہ میں نہیں ہے اور نہ اس کا کچھ حصہ میرے قبضہ میں ہے اور نہ مدعی کا کوئی حق میرے ذمہ ہے اور نہ کوئی ایسا سبب واقع ہوا ہے (جس کی وجہ سے میرے ذمہ اس کا کوئی حق بنتا ہو)" مدعا علیہ یہ سب چیزیں بیان کرے' احتیاط کا تقاضا اسی میں ہے۔

کسی نے لونڈی یا غلام یا کسی منقولہ چیز مثلاً چوپایہ یا کپڑے کا دعوی کیا تو اس کی یہ دو صورتیں ہیں: اگر وہ چیز قائم بذاتہ ہے تو مدعی نے اس کو عدالت میں پیش کیا یا پیش نہیں کیا۔

پہلی صورت میں قاضی مدعا علیہ سے یوں حلف لے: "اللہ کی قسم یہ غلام اس فلاں ولد فلاں کا نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی حصہ اس کا ہے" مدعا علیہ کل اور جزء دونوں کا ذکر کرے تاکہ احتیاط کا پہلو غالب رہے۔

دوسری صورت میں قاضی مدعی سے کہے: "اس کا نام لو اس کی جنس بیان کرو اور اس کی قیمت بتاؤ' تاکہ قاضی کو یہ جملہ معلومات حاصل ہو جائیں اور وہ دعوی کی سماعت کر سکے۔

مگر یہ مذکورہ صورت اس وقت ہے جب مدعا علیہ اس سے انکار کرے کہ غلام اس کے قبضہ میں ہے۔ اگر وہ اس کا اقرار کرے لیکن اس سے انکار کرے کہ یہ مدعی کا ہے اور وہ اس کو اپنا ملک بتائے تو اس صورت میں قاضی مدعا علیہ کو مدعی بہ کے حاضر کرنے کا حکم دے' تاکہ دعوی اور گواہی میں اس کی طرف اشارہ کیا جا سکے۔ اگر مدعی بہ کو پیش کرنے میں خاصی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے تو پھر اسے حاضر کرنا ضروری نہیں۔ اگر مدعا علیہ انکار کرے تو قاضی اس سے وہی کہے جس طرح مصنف قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

☆الغرم بالغنم ☆ خسارہ نفع کے ساتھ ساتھ ہی ہوتا ہے☆

مصنف (متن) مدعی بہ کی قیمت بیان کرنے کو شرط قرار دیا ہے۔ بعض قاضیوں کے نزدیک یہ شرط بیان کرنا ضروری نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بسااوقات انسان کو اپنی مملوکہ چیز کی قیمت کا علم نہیں ہوتا' مثلاً یہ کہ وہ چیز اسے اپنے والد یا کسی اور شخص سے وراثت میں ملی ہو۔ اس لئے قیمت کی شرط نہ لگائی جائے' قیمت کے بارے میں انکار کرنے والے کا بیان معتبر ہوگا۔

مصنف (متن) فرماتے ہیں کہ اگر اصل چیز حقیقتاً خرچ ہو چکی ہو یا ضائع ہونے کے حکم میں ہو مثلاً غائب ہو چکی ہو اور زیر بحث مقدمہ اس کی مالیت اور قیمت کے بارے میں ہو تو پھر قیمت کا بیان کرنا ضروری ہے۔

مدعی جب ان جملہ امور کا ذکر کردے اور دعوی صحیح ہو جائے اور وہ مدعا علیہ سے حلف لینا چاہے تو قاضی اس سے اس طرح حلف لے: "اللہ کی قسم یہ لونڈی جس کا فلاں ولد فلاں مدعی نے ذکر کیا ہے میرے پاس نہیں ہے اور اس کا کچھ حصہ بھی میرے پاس نہیں' اس کی یہ لونڈی میرے ذمہ نہیں اور اس کی فلاں قیمت جس کا اس نے ذکر کیا ہے میرے ذمہ نہیں ہے اور اس کی قیمت کا کوئی حصہ بھی میرے ذمہ نہیں"۔ لونڈی کی ذات اور اس کے کسی جزء کا ذکر کرنا اس لئے ضروری ہے کہ ہو سکتا ہے لونڈی اس کے قبضہ میں ہو اور اس نے کہیں چھپا رکھی ہو۔

لونڈی کی پوری قیمت اور قیمت کے کسی جزء کا ذکر کرنا اس لئے ضروری ہے کہ لونڈی کے ہلاک ہونے کی صورت میں اس کی قیمت اس کے ذمہ واجب ہو جاتی ہے' ہو سکتا ہے وہ اس کی کچھ قیمت ادا کر چکا ہو' اس لئے احتیاطاً پوری قیمت اور کچھ قیمت کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

شمس الائمہ امام حلوانی کے نزدیک مدعا علیہ اپنے حلف میں یہ اضافہ بھی کرے: "یہ لونڈی جس کا مدعی نے ذکر کیا ہے اس کا کل اور اس کا کوئی جزء میرے ذمہ نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی مثل میرے ذمہ ہے" اس لئے کہ بعض علماء کے نزدیک جاندار کے ہلاک ہونے پر اس کا مثل ادا کرنا ضروری ہوتا ہے' مدعا علیہ اگر اسی مسلک کا پیروکار ہو اور وہ مثل کا ذکر نہیں کرتا تو ممکن ہے وہ تاویل کرے اور قسم کھالے۔ اس لئے وہ کل اور جزء کے ساتھ اس کا مثل بھی احتیاطاً ذکر کرے۔ مدعا علیہ اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو پھر لونڈی کی قیمت اس کے ذمہ ہوگی' کیونکہ اگر لونڈی غائب ہو چکی ہو اور وہ اس کو واپس نہیں لا سکتا تو پھر اس کی قیمت کا ادا

کرنا ضروری ہے۔

ایک شخص نے یہ دعوی کیا کہ مدعا علیہ نے مجھ سے یہ زمین خرید کی ہے جس کے یہ فلاں فلاں حدود اربعہ ہیں' یا اس نے مجھ سے مکان یا لونڈی خرید کی ہے' مدعی نے مدعی بہ کی قیمت بھی بیان کر دی' لیکن مدعا علیہ اس سے انکار کرتا ہے کہ مدعی نے میرے ہاتھ فلاں چیز فروخت کی ہے' مدعی مدعا علیہ سے حلف لینا چاہتا ہے تو ظاہر الروایہ میں بیان کردہ روایت اور امام حسن کے قول کے مطابق مدعا علیہ اگر چاہے تو حاصل پر یوں قسم کھائے: (مصنف (متن) بھی اسی طرح فرماتے ہیں) "اللہ کی قسم میرے اور اس مدعی کے درمیان اس وقت خرید و فروخت کا کوئی ایسا معاملہ جس کا اس نے دعوی کیا ہے موجود نہیں" یا اس طرح کہے: "اللہ کی قسم ہمارے درمیان اس گھر کی خریداری کا کوئی معاملہ اس وقت موجود نہیں' جس کی قیمت کا اس نے مجھ پر دعوی کیا ہے" یا "اللہ کی قسم اس گھر کی فروخت کا کوئی معاملہ اس وقت موجود نہیں جس کی قیمت کا اس نے مجھ پر دعوی کیا ہے"۔ قاضی اگر چاہے تو اس کو اس طرح حلف دے: "اس بیع کے ذریعہ جس گھر کا اس نے دعوی کیا ہے میرے ذمہ اس گھر کی اس کی طرف سپردگی لازم نہیں ہے" اس طرح قسم کھانے کے لئے مدعا علیہ قاضی سے درخواست کرے یا نہ کرے' وہ اس طرح قسم کھا سکتا ہے۔

امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) فرماتے ہیں کہ مدعا علیہ سبب پر یوں قسم کھائے: "اللہ کی قسم میں نے یہ زمین' یا مکان یا لونڈی اس قیمت کے بدلے نہیں خریدی جس کا یہ مدعی دعویدار ہے" ہاں اگر مدعا علیہ قاضی سے یہ گزارش کرے کہ بعض اوقات ایک شخص کوئی چیز خریدتا ہے پھر اقالہ یا بیع کے فسخ ہونے یا کسی اور وجہ سے وہ چیز بائع کو واپس کر دیتا ہے تو اس صورت میں بیع کا اقرار کرنا یا بیع کے فسخ ہونے کا دعوی کرنا اس کے لئے ناممکن ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں قاضی مدعا علیہ سے حاصل پر حلف لے۔

دعوی طلاق

ایک عورت نے اپنے خاوند کے خلاف تین طلاقیں دینے کا دعوی کیا یا ایک لونڈی نے یہ دعوی کیا کہ اس کے آقا نے اسے آزاد کر دیا ہے یا ایک عورت نے یہ دعوی کیا کہ فلاں شخص نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا اور اس کے خلاف مہر طلب کرنے کا دعوی کیا' یا کسی شخص

نے ایک عورت کے خلاف یہ دعوی کیا کہ یہ میری بیوی ہے۔ ان سب صورتوں میں مدعی مدعا علیہ سے حلف لینا چاہتا ہے تو مدعا علیہ سے کیسے حلف لیا جائے؟

دعوی طلاق میں شوہر چاہے تو یوں قسم کھائے "اللہ کی قسم میں نے اس عورت کو اس نکاح میں تین طلاقیں نہیں دیں جس کا اس نے میرے خلاف دعوی کیا ہے اگر چاہے تو وہ یوں بھی قسم کھا سکتا ہے: "اللہ کی قسم اس عورت کو میری جانب سے تین طلاقیں نہیں ہوئیں، جیسا کہ یہ دعوی کر رہی ہے"۔ وہ یوں قسم نہ کھائے: "اللہ کی قسم میں نے اس عورت کو تین طلاقیں نہیں دیں" کیونکہ اگر اس نے تین طلاقیں نہ دینے کی قسم کھائی تو اس طرح شوہر کو نقصان ہوگا، اس لئے کہ ہو سکتا ہے اس نے اسے تین طلاقیں دی ہوں اور وہ دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد پھر از سر نو نکاح کے ساتھ اس کے پاس آئی ہو۔

امام حسن بن زیاد (م ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اگر کسی عورت نے اپنے خاوند کے خلاف تین طلاقیں دینے کا دعوی کیا ہو تو وہ (خاوند) یوں قسم کھائے: "اللہ کی قسم یہ عورت آج کے دن تین طلاقوں کی وجہ سے مجھ سے بائنہ نہیں ہوئی جیسا کہ اس نے دعوی کیا ہے"۔

اگر عورت نے خاوند کے خلاف ایک طلاق دینے کا دعوی کیا ہو تو شوہر یوں قسم کھا سکتا ہے: "یہ عورت آج کے دن ایک طلاق کی وجہ سے مجھ سے مطلقہ نہیں ہے" شوہر "آج کے دن" کو ساقط کرکے یوں قسم کھا سکتا ہے: "اللہ کی قسم یہ عورت ایک طلاق کی وجہ سے مجھ سے مطلقہ نہیں ہوئی" اس صورت میں یہ نتیجے پر قسم ہوگی، یہ صورت ظاہر الروایہ کے جواب کے زیادہ مطابق ہے اور ہو سکتا ہے امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہو۔

دعوی عتق

دعوی نکاح

دعوی نکاح میں حلف اٹھانے اور اس کی کیفیت میں آئمہ احناف کا اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) کے نزدیک دعوی نکاح میں مدعا علیہ حلف نہ اٹھائے لیکن صاحبین کے نزدیک وہ حلف اٹھائے۔

فقیہ ابو اللیث (م ۳۹۳ھ) نے عموم بلوی کی خاطر صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے۔ انہوں نے "الفتاوی" (۱۸) میں اس مسئلہ کو بیان کیا ہے۔ اگر عورت نے مہر کا دعوی کیا ہے تو شوہر بالاتفاق دعوی مہر کا حلف اٹھائے گا۔ اس مسئلہ کی مزید وضاحت کتاب النکاح سے مل سکتی ہے۔

جہاں تک صاحبین کے نزدیک مدعا علیہ کے حلف اٹھانے کی کیفیت کا تعلق ہے تو جیسا کہ مصنف نے بیان کیا ہے وہ حاصل پر حلف اٹھائے۔

مصنف (متن) فرماتے ہیں کہ اگر عورت دعویدار ہو تو شوہر یوں قسم کھائے: "اللہ کی قسم یہ عورت اس نکاح کے ذریعہ میری بیوی نہیں جس کا اس نے دعوی کیا ہے اور نہ ہی اس کا اتنا مہر میرے ذمہ ہے جس کا اس نے دعوی کیا ہے اور مہر کا کچھ حصہ بھی میرے ذمہ نہیں"۔ اگر مرد دعویدار ہے تو عورت یوں حلف اٹھائے: "اللہ کی قسم یہ شخص میرا خاوند نہیں جس طرح اس نے دعوی کیا ہے"۔

مصنف نے امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) کا قول بیان نہیں کیا۔ ہو سکتا ہے مذکورہ بالا قول ظاہر الروایہ کے مطابق ہو اور امام ابو یوسف کا یہ قول ہو کہ مدعا علیہ سبب پر اس طرح حلف اٹھائے: "اللہ کی قسم میں نے اتنے مہر پر اس عورت کے ساتھ نکاح نہیں کیا" الا یہ کہ مدعا علیہ قاضی سے درخواست کرے کہ آپ سبب پر مجھ سے حلف لیں۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ آئمہ کا قول ہو۔ امام ابویوسف نکاح والی صورت کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ نکاح چونکہ ایک اہم عقد ہے جو ابتذال سے محفوظ ہونا چاہئے' اس لئے احتیاطاً مدعا علیہ حاصل پر حلف اٹھائے' خواہ اس کے لئے مدعا علیہ قاضی سے گزارش کرے یا نہ کرے۔

دعوی اجارہ

اگر ایک شخص نے کسی کے خلاف گھر یا زمین یا دکان یا غلام یا سواری یا کسی ایسی چیز جس کا اجارہ ہوتا ہو' کے اجارہ کا دعوی کیا ہو یا زمین کی بٹائی کا دعوی کیا ہو' یا نخلستان یا درخت یا سبزیوں یا ایسی چیز جس میں معاملہ (اجارہ) ہوتا ہو' کے معاملہ میں دعوی کیا ہو' تو جیسا کہ مصنف نے بیان کیا۔ہے مدعا علیہ سے حاصل پر یوں حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم میرے اور اس کے درمیان اس دعوی میں جس طرح اس نے بیان کیا ہے اجارہ کا کوئی ایسا معاملہ موجود نہیں جو آج کے دن قائم ہو' تکمیل پا چکا ہو یا میرے ذمہ لازم ہو اور نہ ہی اس کی جانب سے (معاملہ اجارہ میں) میرے ذمہ کوئی حق ہے جس طرح اس نے بیان کیا ہے"۔

مصنف نے امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) کا قول بیان نہیں کیا۔ ہو سکتا ہے یہ مذکورہ قول ظاہر الروایہ کے مطابق ہو اور امام ابو یوسف کا یہ قول ہو کہ مدعا علیہ سے سبب پر یوں حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم میں نے اجرت پر نہیں دیا" ہاں اگر مدعا علیہ قاضی سے اشارہ وکنایہ میں کچھ کہے تو پھر قاضی اس سے حاصل پر حلف لے۔

ہو سکتا ہے یہ مذکورہ قول جملہ آئمہ کا ہو۔ امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) ان دونوں صورتوں میں فرق کرتے ہیں' وہ اس طرح کہ منافع کی مالیت کا تعین عقد ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے اگر مدعا علیہ کو سبب پر حلف اٹھانے کے لئے کہا جائے اور وہ حلف اٹھا لے تو اس صورت میں معاہدہ کالعدم ہو گیا' حالانکہ یہاں کسی چیز کا وجود ہی نہیں' لہذا مدعا علیہ پر کسی چیز کے واپس کرنے کا حق ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے مدعا علیہ سے سبب پر حلف لینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے' جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے وہاں وہ چیز اپنی ذات میں ایک متعین مالیت کی حامل ہے۔ اس باب میں زیادہ سے زیادہ جو کچھ ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ حلف لینے کی وجہ سے عقد و معاہدہ کالعدم ہو جائے' لیکن یہاں وہ چیز چونکہ اپنی ذات میں ایک متعین مالیت کی حامل ہے اس لئے اس کی مالیت کی برابر قیمت اس سے وصول کی جائے گی۔

اس کی نظیر وہ ہے جو امام محمد رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۸۹ھ) نے بیان کی ہے کہ منافع حاصل ہو جانے کے بعد اگر آجر اور مستاجر کا اجرت کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو دونوں سے حلف نہ لیا جائے' البتہ مال تجارت کے ضائع ہو جانے کے بعد بائع اور مشتری کا قیمت کے بارے

میں اختلاف ہو جائے تو دونوں سے حلف لیا جائے' اس لئے کہ باب اجارہ میں حلف لینے کا کوئی فائدہ نہیں مگر بیچ والی قیمت میں حلف لینا مفید ثابت ہوتا ہے۔

دعوی بابت قتل اور زخم ہائے مستوجب قصاص

ایک شخص نے کسی کے خلاف دعوی کیا کہ اس نے میرے والد یا میرے غلام یا میرے ولی (سرپرست) کو عمداً قتل کیا ہے جو موجب قصاص ہے اور اس پر وہ مدعا علیہ سے حلف لینا چاہتا ہے یا اس نے یہ دعوی کیا کہ اس نے میرا یا میرے نابالغ بیٹے کا عمداً ہاتھ کاٹ دیا ہے' یا اس نے شجہ (سر پر زخم کرنے) یا جراحت (اعضاء پر زخم کرنے) کا دعوی کیا جس پر قصاص لازم آتا ہو اور اس پر وہ مدعا علیہ سے حلف لینا چاہتا ہے تو قتل کرنے کے دعوی میں جیسا کہ مصنف (متن) نے بیان کیا ہے مدعا علیہ سے حاصل پر حلف لیا جائے۔

مصنف (متن) نے "کتاب الاستحلاف" میں یہ بیان کیا ہے کہ مدعا علیہ سے سبب پر یوں حلف لیا جائے: "خدا کی قسم میں نے فلاں ولد فلاں کو جو اس شخص کا ولی تھا قتل نہیں کیا۔

اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک جو کچھ "کتاب الاستحلاف" میں بیان کیا گیا ہے وہ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کا نقطہ نظر ہے' اور مصنف نے جو یہاں بیان کیا ہے وہ ظاہر الروایتہ کے مطابق ہے۔ مگر یہ درست نہیں اس لئے کہ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۸۲ھ) یہ تصریح کر چکے ہیں کہ اس بارے میں ان کی بھی یہی رائے ہے (یعنی مدعا علیہ سے حاصل پر حلف لیا جائے)۔

بعض کے نزدیک ایسا نہیں' وہ کہتے ہیں کہ مصنف نے "کتاب الاستحلاف" میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ جملہ آئمہ (احناف) کی رائے ہے اور انہوں نے جو اس کتاب (ادب القاضی) میں بیان کیا ہے وہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ کا پہلا قول ہے' اس طرح گویا دعوی قتل میں ان آئمہ کے نزدیک دو روایتیں ہو گئیں۔

سبب پر قسم کھانے کی وجہ قتل کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیبر والی حدیث (۱۹) ہے کہ یہود اس طرح پچاس قسمیں کھائیں: "خدا کی قسم نہ ہم نے قتل کیا اور نہ

ہمیں اس مقتول کے قاتل کا علم ہے"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان آئمہ کے نزدیک سبب پر قسم کھائی جائے گی، اس مضمون کی کوئی نص دوسرے مقام پر وارد نہیں ہوئی۔

حاصل پر حلف لینے کی وجہ یہ ہے کہ مدعا علیہ سے سبب پر حلف لیا جائے تو اس طرح مدعا علیہ کو نقصان پہنچے گا' اس لئے کہ ہو سکتا ہے مدعا علیہ نے مدعی کے ولی کو قتل کیا ہو لیکن اس پر کوئی ذمہ داری (یعنی قصاص) نہ آتی ہو' مثلا اس نے مقتول کو اس کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے قتل کیا ہو یا اپنے دفاع میں اس کو قتل کیا ہو یا مدعا علیہ پر قصاص تو لازم ہو گیا تھا لیکن مقتول کے ورثاء نے قصاص معاف کر دیا ہو یا انہوں نے کسی چیز پر مصالحت کر لی ہو اور مصالحت کی رقم بھی وصول کر لی ہو۔

"کتاب الاستحلاف" والی روایت کے مطابق امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) کو دونوں صورتوں میں فرق کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی' مگر اس کتاب (ادب القاضی) والی روایت کے مطابق فرق کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ فرق وہی ہے جس کی طرف مصنف نے "کتاب النکاح" میں اشارہ کیا ہے۔

مدعا علیہ سے حاصل پر یوں حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم اس مدعی کے باپ فلاں یا اس کے فلاں غلام یا اس کے فلاں ولی کا خون میرے ذمہ نہیں ہے اور نہ ہی اس خون کی وجہ سے میرے ذمہ کوئی حق ہے جیسا کہ اس نے دعوی کیا" اس لئے کہ ہو سکتا ہے مدعا علیہ اور کسی دوسرے شخص کے درمیان قصاص کا معاملہ ہو اور دوسرے شخص نے اسے معاف کر دیا ہو اور مال کا حق اس (مدعا علیہ) کے ذمہ ہو۔

اگر مدعا علیہ قسم کھانے سے انکار کرے تو امام ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) کے نزدیک اس کو اس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک وہ قسم نہ کھائے' مگر صاحبین کے نزدیک اس پر دیت ادا کرنے کا فیصلہ صادر کر دیا جائے۔ اس مسئلہ کی مزید وضاحت "کتاب الدعوی" میں موجود ہے۔

جہاں تک ہاتھ کاٹنے' جراحۃ (اعضاء کا زخم) اور شجۃ (سر کا زخم) کا تعلق ہے جس میں قصاص لازم آتا ہو' اس میں مدعا علیہ سے حاصل پر یوں حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم اس شخص

کے ہاتھ کاٹنے کی ذمہ داری مجھ پر نہیں اور نہ ہی اس سبب سے اس کا کوئی حق میرے ذمہ ہے۔" اسی طرح مدعی' اس کے بیٹے اور غلام کے سر اور اعضاء کے زخموں کے دعوی میں بھی مدعا علیہ سے حاصل پر حلف لیا جائے۔

غلطی سے قتل کرنے یا زخمی کرنے کا دعوی

مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس مدعا علیہ نے میرے بیٹے یا میرے ولی (سرپرست) کو غلطی سے قتل کیا ہے یا میرا ہاتھ اس نے غلطی سے کاٹ دیا ہے یا غلطی سے اس نے مجھے زخمی کیا ہے یا اس نے ایسی چیز کا دعوی کیا جس میں مدعا علیہ پر دیت یا ارش (۴۰) (زخموں کی دیت) لازم آتا ہو' تو مدعا علیہ سے یوں حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم اس شخص کا میرے ذمہ کوئی حق نہیں جس طرح اس نے دعوی کیا ہے اور نہ اس کا کوئی جزء میرے ذمہ ہے" حلف میں ارش اور دیت دونوں برابر ہیں' اس لئے کہ قتل خطا کا دعوی' مال ہی کا دعوی ہوتا ہے' لہٰذا یہ دعوی اور اموال کے تمام دعاوی برابر ہیں' جس طرح دیگر اموال میں حاصل پر حلف لیا جاتا ہے اسی طرح قتل خطا وغیرہ کے دعوی میں بھی حاصل پر حلف لیا جائے گا۔

امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) فرماتے ہیں: ہر وہ حق جو مدعا علیہ کے علاوہ کسی اور پر لازم آتا ہو مثلاً قتل خطا یا وہ جنایت جس میں ارش لازم آتا ہے تو مدعا علیہ سے اس طرح حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم میں نے فلاں شخص کے بیٹے کو قتل نہیں کیا" اور شجتہ (سر کے زخم) کی صورت میں یوں قسم لی جائے: "اللہ کی قسم میں نے اس شخص کو زخمی نہیں کیا"

ہر وہ جنایتہ (جرم) جس میں مدعا علیہ پر ارش یا دیت لازم آتی ہو تو اس میں اسی طرح حلف لیا جائے گا جس طرح قصاص کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں' یعنی اس سے حاصل پر حلف لیا جائے گا۔

درج بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ جن مشائخ کرام ان دو روایتوں میں تطبیق کی ہے وہ صحیح نہیں۔ امام ابو یوسف کے نقطہ نظر کی بنیاد اس امر پر ہے کہ علماء کا اس بارے میں واضح اختلاف ہے کہ دیت اولاً قاتل پر لازم ہو جاتی ہے اور بعد میں قاتل کی مددگار برادری (عاقلہ) (۴۱)

پر یا شروع ہی سے اس کی مددگار برادری پر لازم ہو جاتی ہے۔

اس بارے میں بعض علماء نے پہلی رائے کو اختیار کیا، اور بعض مسائل اس کی نشاندہی کرتے ہیں، بعض علماء نے دوسری رائے کو اختیار کیا ہے۔

(امام ابو یوسف کے نقطہ نظر کے مطابق) اگر مدعا علیہ سے حاصل پر یوں حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم اس فلاں شخص کا میرے ذمہ کوئی حق نہیں جیسا کہ اس نے دعوی کیا ہے" تو ہو سکتا ہے کہ وہ (مدعا علیہ) بعض علماء کی اس رائے کی تاویل کرتے ہوئے کہ اس کے ذمہ کوئی چیز واجب نہیں ہو گی بلکہ جو کچھ واجب ہوگا وہ دوسرے ہی کے ذمہ ہوگا قسم کھانے سے دریغ نہ کرے، اس طرح مدعی کا حق ضائع ہو جائے گا، اس لئے کہ یہ قسم اس جنایت کو شامل نہیں ہو گی جس کے نتیجے میں مدعا علیہ کے ذمہ حق واجب الادا ہوتا ہو۔

شمس الائمہ امام ابو محمد عبدالعزیز بن احمد حلوانی (م ۴۴۸ھ) فرماتے ہیں: امام ابو یوسف نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح نہیں، اس لئے کہ بعض علماء کے نزدیک دیت عاقلہ پر ہی لازم ہوتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی دیت کا کچھ حصہ قاتل پر بھی لازم آتا ہے اس لئے کہ دیت برداشت کرنے کے سلسلہ میں قاتل بھی تو عاقلہ کا ایک فرد ہوتا ہے۔

معاملہ چونکہ اس طرح کا ہے اس لئے مدعا علیہ یوں قسم کھائے: "میرے ذمہ اس مدعی کا کوئی حق نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی حصہ جس طرح اس نے دعوی کیا ہے" اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ قسم کا اطلاق اس کے جرم پر نہیں ہو سکے گا۔ لیکن امام ابو یوسف کا قول صحیح ہے، اس لئے کہ بعض علماء کے نزدیک قاتل عاقلہ کا فرد نہیں ہوتا، اس طرح اس قسم کا اطلاق اس کے فعل پر ہو سکتا ہے۔

طلاق کی قسم میں حانث ہو جانے کا دعوی

ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف یہ دعوی کیا کہ اس نے یہ قسم کھائی ہے: "میں اگر اس گھر میں داخل ہوا تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہو جائے گی" اور وہ قسم کھانے کے بعد اس گھر میں داخل ہو گیا، قاضی نے جب شوہر سے اس گھر میں داخل ہونے کے بارے میں

دریافت کیا تو اس نے اس سے انکار کر دیا' اب مدعا علیہ سے کیسے حلف لیا جائے؟ اس مسئلہ کی یہ چار صورتیں ہیں:

۱۔ مدعا علیہ دونوں چیزوں کا اقرار کرے۔

۲۔ مدعا علیہ دونوں چیزوں سے انکار کرے۔

۳۔ وہ قسم کھانے کا اقرار کرے لیکن قسم کھانے کے بعد گھر میں داخل ہونے سے انکار کرے۔

۴۔ وہ گھر میں داخل ہونے کا تو اقرار کرے لیکن قسم کھانے سے انکار کرے۔

پہلی صورت میں اس سے حلف نہیں لیا جائے گا' اس لئے کہ حقیقت اس کے اقرار کے ذریعہ واضح ہوگئی اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہو گئی۔

دوسری صورت میں اس سے حلف لیا جائے گا' ظاہر الروایہ کے مطابق اس سے حاصل پر یوں حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم تین طلاقوں کی وجہ سے یہ عورت مجھ سے علیحدہ نہیں ہوئی جیسا کہ یہ دعوی کر رہی ہے" امام ابو یوسف کے نزدیک اس سے سبب پر یوں حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم میں نے یہ قسم نہیں کھائی کہ اگر میں فلاں گھر میں داخل ہوا تو اسے طلاق ہو جائے گی"

تیسری صورت میں اس سے گھر میں داخل ہونے کے بارے میں یوں حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم اس عورت کو تین طلاقیں دینے کی قسم کھانے کے بعد میں اس گھر میں داخل نہیں ہوا"

ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک یہ امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) کا قول ہے' مگر ظاہر الروایہ کے مطابق اس سے اسی طرح حلف لیا جائے جس طرح دوسری صورت میں حلف لیا جاتا ہے' اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے قسم کھائی ہو لیکن اس کی بیوی ایک طلاق کی وجہ سے اس سے علیحدہ ہو گئی ہو' اس کی عدت پوری ہونے کے بعد وہ اس گھر میں داخل ہوا ہو اور پھر اس عورت سے شادی کر لی ہو۔

چوتھی صورت میں اس کو یوں قسم دی جائے گی: "اللہ کی قسم اس گھر میں داخل ہونے

سے قبل میں نے یہ قسم نہیں کھائی کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو میری بیوی کو تین طلاق ہو جائیں گی۔

ہمارے بعض مشائخ کا کہنا ہے کہ یہ امام ابو یوسف کا قول ہے' ظاہر الروایہ کی رو سے اس کو اسی طرح قسم دی جائے جیسا کہ دوسری صورت میں قسم دی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے اس نے قسم کھانے کے بعد اسے ایک طلاق دے کر علیحدہ کر دیا ہو اور بعد میں گھر میں داخل ہونے کے بعد دوبارہ اس سے شادی کر لی ہو۔

عتاق میں بھی اسی طرح ہے' کوئی غلام یا لونڈی اپنے آقا کے خلاف یہ دعوی کرے کہ اس نے یہ قسم کھائی ہے کہ اگر وہ اس گھر میں داخل ہوا تو اس کا غلام یا لونڈی آزاد ہو جائیں گے اور یہ کہ وہ (یہ قسم کھانے کے بعد) اس گھر میں داخل ہو گیا تو اس معاملے کی بھی یہی چار صورتیں ہوں گی۔

مصنف اس کتاب (ادب القاضی) میں فرماتے ہیں کہ اگر شوہر اور آقا اس معاملے میں کسی قسم کی تعریض سے کام لیں تو پھر ان کو یوں قسم دی جائے: "اللہ کی قسم یہ عورت اس قسم کے ذریعے جس کا یہ دعوی کر رہی ہے مجھ سے تین طلاقوں کی مطلقہ نہیں ہوئی" یا "یہ لونڈی جس قسم کا دعوی کر رہی ہے مجھ سے آزاد نہیں ہوئی" اگر وہ اس طرح قسم کھا لے تو گویا اس نے قسم کا تقاضا پورا کر دیا۔ اس سے ان مشائخ کی تائید ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اوپر والا قول امام ابو یوسف کا ہے۔

دعوی قیمت خرید ·

کسی نے ایک آدمی سے لونڈی خرید کی' بعد ازاں قیمت کے بارے میں بائع اور مشتری کا اختلاف ہو گیا' مثلا بائع کہتا ہے کہ میں نے یہ مبلغ دو ہزار میں آپ کے ہاتھ فروخت کی ہے۔ مشتری کہتا ہے کہ میں نے آپ سے ایک ہزار میں خریدی ہے' تو اس صورت میں دونوں قسمیں کھائیں گے اور دونوں (اپنے اپنے قبضہ کی چیزیں) واپس کر دیں گے۔

یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے جس کا تعلق کتاب البیوع سے ہے' اگر وہ دونوں (بائع اور

☆ ما ابیح للضرورۃ یقدر بقدرھا ☆ جو چیز ضرورتا مباح کی گئی ہو اس کی مقدار کا تعین بھی اسی کے مطابق ہوگا ☆

مشتری) قسم کھالیں تو قاضی ان کے باہمی معاہدہ بیع کو کالعدم کر دے' بشرطیکہ وہ دونوں یا ان میں سے ایک اس کے لئے قاضی سے مطالبہ کرے۔ اگر قاضی سے اس نوعیت کی کوئی درخواست نہ کی گئی ہو تو وہ ان کے معاہدہ بیع کو کالعدم نہ کرے۔

اس صورت میں اور لعان کی صورت میں فرق ہے۔ لعان کی صورت میں جب میاں بیوی لعان سے فارغ ہو جائیں تو قاضی ان کے درمیان تفریق کر دیتا ہے' خواہ اس کے لئے وہ قاضی سے مطالبہ کریں یا نہ۔ وجہ یہ ہے کہ لعان سے عورت کی حرمت ثابت ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: المتلا عنان لا یجتمعان ابدا (۴۲) (لعان کرنے والے آپس میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے)۔ چونکہ یہ حرمت شریعت کا حق ہے اس لئے کسی انسان سے اس کے بارے میں مطالبہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک مطالبہ بیع توڑنے کا تعلق ہے یہ بائع اور مشتری کا حق ہے جب تک کہ یہ دونوں یا کوئی ایک اس کے لئے مطالبہ نہ کرے معاہدہ کالعدم نہیں کیا جائے گا۔

نابالغ لڑکی کے ساتھ نکاح کا دعوی

کسی نے ایک شخص کے خلاف یہ دعوی کیا کہ اس نے اپنی فلاں نابالغ بیٹی کا میرے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ وہ اسے قاضی کے پاس لایا مگر باپ نے اس بات سے انکار کر دیا کہ اس نے بیٹی کا نکاح اس شخص کے ساتھ کیا تھا۔ اب وہ بیٹی کے باپ سے حلف لینا چاہتا ہے۔ وہ شخص بیٹی کے باپ کو قاضی کے پاس اس حالت میں لایا کہ بیٹی نابالغ ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک باپ سے حلف نہیں لیا جائے گا اس کی دو وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک نکاح کے معاملہ میں حلف نہیں لیا جائے گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ باپ سے حلف لینے کا نتیجہ نکول (یعنی قسم کھانے سے انکار کرنا) کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے' جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی نابالغ بیٹی کے نکاح کا اقرار کر رہا ہے۔ باپ اگر نابالغ بیٹی کے نکاح کا اقرار کرتا ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک باپ سے حلف لیا جائے۔ اگر وہ شخص

(بیٹی کے) باپ کو اس حالت میں لایا ہے کہ بیٹی بالغ ہو چکی ہے تو بالاتفاق اس سے حلف نہیں لیا جائے گا۔ اس لئے کہ بیٹی کی بلوغت کے بعد مقدمہ کا تعلق باپ سے نہیں رہتا۔ بیٹی جب بالغ ہو جاتی ہے تو باپ کی حیثیت اس کی جانب سے اس کے وکیل کی ہوتی ہے لہٰذا باپ کے خلاف نہ کوئی مقدمہ ہو سکتا ہے اور نہ اس سے حلف لیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک لڑکی کا تعلق ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس سے حلف نہیں لیا جائے گا اور صاحبین کے نزدیک شوہر کے دعوی پر اس سے حلف لیا جائے گا۔

غلام آزاد کرنے کی قسم میں حانث ہو جانے کا دعوی

۳۶۶۔ (چونکہ موجودہ دور میں غلام لونڈی کے رکھنے کا رواج ختم ہو چکا ہے اس لئے اس غیر ضروری حصہ کا ترجمہ ترک کیا جاتا ہے) یہاں امام جصاص (۲۳) اور ان کی شرح ادب القاضی للخصاف (۲۴) کا حوالہ دیا گیا ہے۔

لونڈی کے ساتھ نکاح کا دعوی

(اس حصہ کا ترجمہ بھی غیر متعلق ہونے کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے)۔

فروخت شدہ چیز کی مقدار کا دعوی

ایک شخص نے کسی سے ہروی تھیلا خریدا، مشتری نے جب یہ تھیلا وصول کیا تو اس میں اسے گیارہ پارچات ملے، بعد ازاں دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ بائع کہتا ہے کہ میں نے یہ تھیلا آپ کو ایک سو درہم میں فروخت کیا جس میں دس پارجات تھے، مشتری کہتا ہے میں نے یہ تھیلا آپ سے ایک سو درہم میں خریدا ہے جس میں گیارہ پارچات تھے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے اس کے دعوی پر حلف لینا چاہتا ہے تو قاضی بائع سے یوں حلف لے: اللہ کی قسم میں نے یہ تھیلا اس کو اس رقم میں اس شرط پر فروخت نہیں کیا کہ اس میں گیارہ کپڑے ہیں جس طرح اس نے دعوی کیا ہے"۔

اس لئے کہ مشتری کا دعوی ہے کہ گیارہ پارچات کا سودا ہوا ہے اور بائع اس سے انکار

کرتا ہے۔ بائع اگر جملہ پارچات کے سودا کا انکار کرتا تو اس کا قول معتبر ہوتا' اسی طرح اس صورت میں بھی جب کہ وہ بعض پارچات کے سودا کا انکار کرتا ہے اس کا قول معتبر ہوگا۔

اگر بائع قسم کھانے سے انکار کر دے تو مشتری کا دعوی اس پر لازم ہو جائے گا اگر بائع نے قسم کھالی تو مشتری وہ تھیلا اس کو واپس کر دے اور مشتری بائع کے دعوی پر قسم نہ کھائے' مشتری تھیلے کو اس لئے واپس کر دے کہ جب بائع نے قسم کھالی تو سودا ختم ہوگیا' اس لئے کہ گیارہ پارچات کی بیع ثابت نہیں ہوئی' گویا یہ بیع مجہول ہوگئی' جب بیع ختم ہوگئی تو مشتری کے لئے یہ ضروری قرار پایا کہ تھیلا بائع کو واپس کر دے۔

مشتری اس لئے قسم نہ کھائے کہ قسم کا نتیجہ نکول (یعنی قسم کھانے سے انکار) کی صورت میں نکل سکتا ہے تاکہ اس کو مقر تسلیم کیا جا سکے۔ مشتری اگر بائع کے دعوی کا صریحاً اقرار کرے تو بیع فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ اس میں ایک کپڑا زائد ہے۔ اس پر جب بیع کا لزوم نہیں ہوتا تو اس کا قسم کھانا بے سود ہے۔

دعوی اقرار

ایک آدمی کے قبضے میں غلام یا لونڈی یا کوئی سامان ہے جس کے دو شخص دعویدار ہیں اور ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ میرا ہے' پھر وہ دونوں اس آدمی کو قاضی کے پاس لے گئے اور قاضی نے اس آدمی سے ان کے دعوی کے بارے میں پوچھا اس نے ایک کے حق میں اقرار کیا اور دوسرے کے حق میں انکار تو قاضی اسے غلام یا لونڈی یا سامان مقرلہ (جس کے حق میں اقرار کیا گیا ہو) کے سپرد کرنے کا حکم دے۔ اس لئے کہ ان دونوں کے دعوی کرنے کی وجہ سے اس آدمی کی ملکیت اور قبضہ ختم نہیں ہوا' مگر جب اس نے ایک کے حق میں اقرار کرلیا تو اس نے اپنی ذات کے خلاف اقرار کیا جو صحیح ہے۔

اب اگر دوسرا شخص (جس کے حق میں مقر نے انکار کیا) اس آدمی سے حلف لینا چاہے تو ممکن نہیں' اب مقدمے کا تعلق مقرلہ کے ساتھ ہے۔ اس لئے کہ اس سے حلف لینے کا نتیجہ نکول (قسم سے انکار کرنا) ہے جب اصل چیز اس کی ملکیت اور قبضے سے نکل چکی تو اس وقت

نکول صحیح نہیں، کیونکہ نکول بذل اور اقرار کے مترادف ہے۔

جس شخص کے لئے اس نے انکار کر دیا وہ اگر قاضی سے کہے کہ اس آدمی نے اس شخص کے حق میں اقرار کرکے اپنے قبضے سے اس چیز کو اس لئے نکال دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو قسم کھانے سے بچائے۔ آپ میرے لئے اس آدمی سے یوں حلف لیں: " اللہ کی قسم اس کی جانب سے میرے ذمہ کوئی حق نہیں اور نہ ہی میرے ذمہ غلام ہے اور نہ ہی اس کی قیمت ہے" تو قاضی اسی طرح اس سے حلف لے۔

مصنف (متن) نے اس مسئلے کو مطلقاً بیان کیا ہے۔ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ (م۱۸۹ھ) نے اپنی تصانیف میں کئی مقامات پر یہ بیان کیا ہے کہ اگر دو فریق ایک آدمی کے خلاف غصب کا دعوی کریں اور ہر فریق یہ کہے کہ یہ چیز میری ملکیت ہے اس آدمی نے مجھ سے غصب کی ہے اور اس نے ایک فریق کے حق میں اقرار کر لیا اور وہ چیز اس کے حوالے کر دی، تو جس فریق کے حق میں اس نے انکار کیا وہ اس سے حلف لے سکتا ہے، اس لئے کہ وہ شخص اس کے خلاف تاوان کے سبب یعنی غصب کا دعوی کر رہا ہے۔

اگر وہ آدمی اقرار کر لے تو وہ چیز اس پر لازم ہو جائے گی اگر انکار کر دے، تو جس کے لئے انکار کیا گیا وہ اس آدمی سے حلف لے سکتا ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کے خلاف یہ دعوی کیا کہ فلاں چیز جو اس کے قبضے میں ہے اس کا مالک میں ہوں اس قابض نے یہ چیز مجھ سے غصب کی ہے اور قابض نے اس کے نابالغ بیٹے کے حق میں اقرار کر لیا، یا یہ کہا کہ یہ چیز فلاں کی جانب سے میرے پاس بطور امانت ہے اس کے لئے اس نے ثبوت پیش کر دیا تو اس صورت میں وہ مقدمہ اور قسم دونوں سے بری الذمہ نہیں ہوگا۔

اگر دو آدمیوں میں سے ہر آدمی یہ دعوی کرے کہ میری یہ فلاں چیز اس شخص کے پاس بطور امانت ہے۔ اس شخص نے ایک آدمی کے حق میں اقرار کر لیا اور وہ چیز اس کو دے دی تو امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرا آدمی اس سے حلف نہیں لے سکتا۔ اس لئے کہ جب اس نے ایک آدمی کے حق میں اقرار کر لیا تو اس (مدعا علیہ) پر تاوان نہیں پڑے گا کیونکہ اس دوسرے آدمی کی اصل چیز مقرلہ کو سپرد کرنے کی وجہ سے ہے اور یہ سپردگی قاضی کے فیصلے

سے ہوئی ہے لہٰذا اس پر تاوان عائد نہیں ہوگا۔ اس لئے جب اس نے انکار کر دیا تو اس سے حلف نہیں لیا جائے گا۔

امام محمد رحمتہ اللہ علیہ (م۱۸۹ھ) کے نزدیک اس شخص سے حلف لیا جائے گا اس لئے کہ اگر اس نے (ایک آدمی کے حق میں) اقرار کر لیا ہے تو اس پر دوسرے آدمی کا تاوان لازم ہو جائے گا کیونکہ معاہدہ امانت کی وجہ سے اس امانت کی حفاظت اس کے ذمہ ہے اور اس کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے اس پر تاوان لازم ہو گیا' جب اس نے ایک آدمی کے حق میں اقرار کر لیا تو اس کو امانت لینے پر مجبور کر دیا اور بوجہ عقد اس کے ذمہ جو امانت کی حفاظت لازم تھی وہ اس کا تارک بن گیا۔ لہٰذا اس کے ذمہ تاوان ضروری ہو گیا (اس لئے اس سے حلف لیا جائے گا)' جیساکہ وہ اگر اس چور کی رہنمائی کرے جو امانت کا مال چرانا چاہتا ہے اور وہ اس صورت میں انکار کر دے تو اس سے حلف لیا جائے گا۔

رہی یہ صورت کہ دو آدمیوں میں سے ہر آدمی مدعا علیہ پر ملک مطلق کا دعوی کرے اور ہر ایک یہ کہے کہ یہ چیز جو تمہارے قبضہ میں ہے میری ملکیت ہے اور اس (مدعا علیہ) نے ایک کے حق میں اقرار کر کے وہ چیز اسے دے دی تو دوسرا آدمی اس سے حلف نہیں لے سکتا' اس لئے کہ اگر وہ اقرار کر لے تو اس پر دوسرے آدمی کے لئے تاوان عائد نہیں ہوگا۔

امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۸۲ھ) کے استدلال کا جہاں تک تعلق ہے وہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۸۹ھ) کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کے خلاف امانت کی حفاظت کی ذمہ داری ترک کر دینے کے سبب تاوان کا دعوی نہیں کر رہا' اس لئے جب اس نے اصل چیز مقرلہ کو واپس کر دی تو جس شخص کے حق میں اس نے انکار کیا اس کا تاوان اس کے ذمہ نہیں ہوگا۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص اصل چیز کا مطلق ملک کا دعوی کرے جو دوسرے آدمی کے قبضے میں ہے اور وہ دوسرا آدمی اس کے نابالغ بیٹے کے حق میں اس کا اقرار کرے یا یہ کہے کہ میرے پاس یہ فلاں کی امانت ہے اور اس کے لئے وہ ثبوت پیش کر دے تو اس پر مقدمہ اور قسم قائم نہیں رہتے۔ جب اس پر تاوان عائد نہیں ہوتا تو اس سے حلف بھی نہیں لیا جاتا۔ مصنف نے جو مسئلہ مطلقاً بیان کیا ہے وہ اس صورت پر محمول ہے کہ امام محمد کے

☆جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہو اسے ترجیح حاصل ہوگی☆

انکار کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ صراحتہ اور دلالتہ دونوں طرح سے اقرار نہیں' مگر یہ قاضی کے فیصلے کی وجہ سے اقرار بن جاتا ہے اور قاضی انکار کرنے والے کو مقر کے زمرے میں رکھتا ہے' اس شخص نے جب پہلے آدمی کے حق میں قسم کھانے سے انکار کر دیا تو اس سے اقرار ثابت نہ ہوا۔ لہٰذا حق ثابت نہ ہوا؛ اس لئے قاضی فیصلہ نہ کرے۔

قاضی نے قسم کھانے سے انکار کی بنیاد پر پہلے آدمی کے حق میں فیصلہ کر دیا تو اس کا یہ فیصلہ نافذ العمل ہوگا۔ اس لئے کہ قاضی کا یہ فیصلہ محل اجتہاد کے زمرے میں آتا ہے' کیونکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ مدعا علیہ دو میں سے کسی ایک کے حق میں قسم کھانے سے انکار کر دے تو قاضی اس کے حق میں فیصلہ صادر کر دے' اس لئے کہ قسم کھانے سے انکار کرنا دلالت کے لحاظ سے اقرار ہے' اس لئے قاضی کا فیصلہ نافذ العمل ہوگا اور وہ شخص پہلے آدمی کو حق واپس کر دے' دوسرا آدمی اگر یہ کہے کہ اس شخص سے میرے لئے حلف لیں' کیونکہ اس نے یہ حیلہ اس لئے اختیار کیا ہے کہ وہ خود کو قسم کھانے سے بچا سکے' تو قاضی اس سے اس طرح حلف لے: "اللہ کی قسم اس آدمی کا یہ غلام میرے ذمہ نہیں ہے اور نہ ہی اس غلام کی قیمت جو اتنی ہے میرے ذمہ ہے اس قیمت سے کم تر بھی میرے ذمہ نہیں"۔

اگر وہ قسم کھا لے تو کوئی چیز اس کے ذمہ نہیں ہوگی۔ اور اگر قسم کھانے سے انکار کر دے تو قاضی اس غلام کی قیمت اس کے ذمہ لازم کر دے۔ یہ صورت ان دو صورتوں میں سے ہے جن کو ہم نے بیان کیا ہے۔

اگر دوسرا آدمی (قاضی سے) کہے کہ آپ اس سے میرے لئے اس طرح حلف لیں: "یہ غلام میرا نہیں" تو قاضی اس طرح اس سے حلف نہ لے' اس لئے کہ جب غلام پہلے آدمی کا ہو چکا ہے تو اس کے بعد اگر وہ اقرار کرے تو اس کا یہ اقرار قبول نہیں کیا جائے گا' لہٰذا اس صورت میں اس سے حلف لینا بے سود ہے۔

دعوی غصب

فریقین میں سے اگر ہر فریق یہ دعوی کرے کہ جس شخص کے قبضے میں غلام ہے وہ

البینة علی من ادعی والیمین علی من انکر ☆ گواہ لانا دعوی کرنے والے پر اور قسم منکر دعوی پر ...

(غلام) اس نے مجھ سے غصب کیا ہے تو قاضی اس شخص (مدعا علیہ) سے ہر فریق کے لئے اس طرح حلف لے: "اللہ کی قسم یہ غلام اس فلاں آدمی کا نہیں ہے" قاضی اس سے اس طرح حلف نہ لے: "اللہ کی قسم میں نے غلام غصب نہیں کیا" مدعا علیہ اگر ایک فریق کے حق میں اقرار کر لے یا قسم کھانے سے انکار کر دے تو قاضی اس سے دوسرے فریق کے لئے حلف لے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تمام آئمہ (احناف) یہی کہتے ہیں۔

فریقین کی جانب سے دعوی بیع

اگر ہر فریق دعوی کرے کہ یہ غلام اس نے فروخت کیا ہے مثلا ایک فریق نے یہ کہا: میں نے یہ غلام ایک ہزار میں فروخت کیا ہے، دوسرے فریق نے بھی اسی طرح کہا، یا یہ کہا: میں نے یہ غلام سو دینار میں فروخت کیا ہے، تو قاضی ہر فریق کے لئے (مدعا علیہ سے) حلف لے۔

اگر مدعا علیہ ایک فریق کے حق میں اقرار کرے یا قسم کھانے سے انکار کر دے تو قاضی اس سے دوسرے فریق کے لئے حلف لے۔اگر مدعا علیہ قسم کھانے سے انکار کر دے تو قاضی اس فریق کے دعوی کو اس پر لازم کر دے۔ جملہ آئمہ (احناف) کا یہی قول ہے۔

دعوی ودیعت اور عاریت

اگر ہر فریق یہ دعوی کرے کہ اس نے یہ غلام اس (مدعا علیہ) کو امانت کے طور پر دیا ہے اور جب قاضی نے مدعا علیہ سے اس بارے میں سوال کیا تو اس نے ایک فریق کے حق میں اقرار کر لیا، تو قاضی اس (مدعا علیہ) سے دوسرے فریق کے لئے یوں حلف لے: "اللہ کی قسم اس (مدعی) کا یہ غلام میرے ذمہ نہیں اور نہ ہی اس غلام کی قیمت جو اتنی ہے میرے ذمہ ہے، اور نہ اس سے کم (قیمت) میرے ذمہ ہے" قاضی اس سے یوں حلف نہ لے: اس (مدعی) نے (یہ غلام) مجھے امانت کے طور پر نہیں دیا، عاریت میں بھی یہی صورت ہے اگر مدعا علیہ ایک فریق کے لئے قسم کھانے سے انکار کرے تو قاضی اس سے دوسرے فریق کے لئے قسم لے۔ یہ صورت مسئلہ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ہے، جہاں تک امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۸۲ھ) کے قول کا تعلق ہے تو ان کے نزدیک قاضی (مدعا علیہ سے) حلف نہ لے، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

قول کے مطابق جب دو آدمیوں میں سے ہر آدمی غصب یا امانت کا دعوی کرے۔

دعوی انکار

اگر قابض شخص ان دونوں آدمیوں کو انکار کر دے ۔ ان میں سے ہر آدمی اس سے حلف لینے کا مطالبہ کرے اور قاضی سے کہے آپ میرے لئے اس شخص سے حلف لیں تو قاضی ہر ایک کے دعوی کی بنیاد پر اس سے حلف لے۔

اگر قاضی ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے حلف لینے کا آغاز کرے تو جائز ہے' اس لئے کہ وہ بیک وقت دونوں کے لئے تو حلف نہیں لے سکتا' لہٰذا وہ کسی سے شروع کر دے' وہ اس بارے میں جھگڑا کریں تو قاضی ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے۔ اس سے ان کے دل مطمئن ہو جائیں گے اور خود قاضی پر بھی جانبداری کا الزام عائد نہیں ہو گا' مگر قاضی کے لئے یہ قرعہ اندازی ضروری نہیں' جیسا کہ اگر قاضی کے پاس مقدمات کے فریق زیادہ ہو جائیں تو وہ کسی فریق کے مقدمے کا آغاز کر سکتا ہے' وہ اگر چاہے تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے تاکہ ان کے دل مطمئن ہو جائیں اور اس کی ذات بھی جانبداری کے الزام سے محفوظ رہے۔ اسی طرح یہاں بھی یہی صورت ہے۔

وہ شخص اگر ایک آدمی کے حق میں قسم کھا لے یا اس کے لئے قسم کھانے سے انکار کر دے' تو قاضی اس سے دوسرے آدمی کے لئے حلف لے اور پہلے آدمی کے لئے قسم کھانے سے انکار کرنے کی بنیاد پر فیصلہ نہ کرے۔

اس صورت انکار اور صورت اقرار کے درمیان فرق ہے۔ اس شخص نے اگر (دو آدمیوں میں سے) ایک کے حق میں اقرار کر لیا ہے۔تو قاضی (اس اقرار کی بنیاد پر) پہلے آدمی کے حق میں فیصلہ کر دے۔

فرق یہ ہے کہ اقرار خود بخود حق کو واجب کر دیتا ہے اور یہ قاضی کے فیصلے پر موقوف نہیں' جب اس نے پہلے آدمی کے حق میں اقرار کر لیا تو اس کے لئے حق ثابت ہو گیا' اس لئے اس کو مال سپرد کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

☆ لاثواب الا بالنية ☆ (فقہی ضابطہ)